IQB 39401 LAHORE

تحفظِ ناموس رسالت ﷺ اور اُمت کی ذمہ داریاں

ہزاروں سال دشت بے آب میں بھٹکنے والی انسانیت نے اسلام کی صورت میں بالآخر گوہر منزل کو پالیا۔ اسلام کی آمد اس وقت ہوئی جب کائنات میں قدیم آسمانی تعلیمات سے انحراف کی وجہ سے تمام تہذیبوں کے حلیے بگڑ چکے تھے۔ انسانیت بغیر ملاح اور چپوؤں کے ہچکولے کھاتی کشتی کی صورت اختیار کر چکی تھی جس کا کنارے لگنا ناممکن ہو چکا تھا اور یہ اسلام ہی تھا کہ جس نے اس ڈوبتی کشتی کو سہارا دیا اور اسے ساحل مراد سے ہم کنار کیا، بدتہذیبوں کو تہذیب بخشی۔ اندھیروں کو روشنی میں بدل دیا اور انسانیت کو اس کی معراج تک پہنچایا۔

جی ہاں! اسی آخری آسمانی مذہب کی حامل و پیغامبر، محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے، جنہوں نے کائنات میں بسنے والوں کو مالک دوجہاں کی طرف سے دی گئی تعلیمات پہنچائیں۔ اللہ کے اس فرستادہ پیغامبر نے سسکتی انسانیت کو عزت وآبرو کا راستہ دکھایا اور بدتہذیبی کے بھنور میں ڈگمگاتی ناؤ کو بادبان میسر کر کے ساحل کی سمت رواں دواں ڈالا اور یہی وجہ ہے کہ آج انسانیت کو تہذیب یافتہ بنانے میں فرامین محمد ﷺ کا کردار سب سے نمایاں ہے۔

غبارِ راہ کو فروغِ سینا بخشنے والی اس ہستی 'سرکارِ دوعالم ﷺ' کو خالق کائنات نے اس کے پیروکاروں کے دلوں میں کچھ اس طرح سے جاگزیں کر دیا کہ اس کی محبت وتکریم کو ان کے ایمان کا اساسی جز بنا دیا: ﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ [الأحزاب:٦] ''بلاشبہ نبی ایمان والوں کے لئے ان کی ذات سے بھی عزیز ہیں۔''

اور خود زبانِ رسالت ﷺ سے یہ ارشاد ہوا:

«لایؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده وولده والناس أجمعین» [صحیح البخاري:١٥]

'' تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک مجھے وہ اپنے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ بنالے۔''

اسی فرمان کا تقاضا ہے کہ ختمی مرتبت ﷺ پر ایمان لانے والا ہر فرد اس وقت تک اپنے ایمان کو مکمل نہیں سمجھتا، جب تک وہ تاجدارِ مدینہ ﷺ کو دنیا بھر سے زیادہ محبوب نہ جان لے۔

محمد رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے لیے مرکزِ ملت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اوائل اسلام سے ہی ہر دور کی باطل قوتوں نے آپ ﷺ کی بڑھتی ہوئی دعوت کو روکنے کے لیے ہزار جتن کیے، لیکن ہر محاذ پر شکست کا سامنا کرنے کے بعد وہی گھسا پٹا حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی کہ اس تحریک کی رہبری کرنے والے کی شخصیت کو مجروح کر دیا جائے اور اس کے لیے اُنہوں نے ہر اَخلاقی حد کو پھلانگتے ہوئے رحمۃ للعالمین ﷺ کو تضحیک وتحقیر کا نشانہ بنانے کی کوشش کی اور یہ قبیح حرکت ہر دور میں کی جاتی رہی:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا اَمروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

زمانۂ قریب میں سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین جیسے بدباطنوں کی نبی رحمت ﷺ کی شان میں ہرزہ سرائی اسی مکروہ سلسلہ کی کڑیاں ہے۔ابھی ان دریدہ دہنوں کی بکواسات کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ ۳۰ رستمبر ۲۰۰۵ء ڈنمارک کے اخبار جیلانڈ پوسٹن میں نبی ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کردیئے گئے جس پر عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا اور مسلمان ممالک میں اس اقدام کے خلاف جلسے جلوس کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا۔اس احتجاج کا خاطرخواہ اثر ہونے سے قبل ۱۰ رجنوری ۲۰۰۶ء میں دوبارہ ان خاکوں کو شائع کردیا گیا اور مسلمانوں کے دنیا بھر میں پھیلے احتجاج کے بالمقابل فرانس، جرمنی، اٹلی، ہنگری، سوئٹزرلینڈ اور اسپین کے اخبارات نے الکفر ملة واحدة کی عملی شکل اختیار کرتے ہوئے ڈنمارک کے اس ظالمانہ اقدام کی حوصلہ افزائی کی۔محبوبِ الٰہی کی شان میں گستاخیوں کا یہ سلسلہ وقفے وقفے سے جاری رہا۔حال ہی میں ۱۳ رفروری کو تین مسلمانوں پر خاکے شائع کرنے والے افراد کے قتل کی منصوبہ بندی کا بہانہ بناتے ہوئے سکنڈے نیوین ممالک کے سترہ اَخبارات نے یہ خاکے پھر شائع کردیئے بلکہ انہیں 'یوٹیوب' اور ایسی ہی دیگر ویب سائٹوں پر بھی نشر کردیا گیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

مسلمانوں کے احتجاج اور غم وغصہ کے باوجود اِن اہانت آمیز خاکوں کی لگاتار اشاعت اور اس پر اہل مغرب کی ڈھٹائی اس امر کا عندیہ دے رہی ہے کہ اس کے پس پردہ اسلام مخالف ایک منظم سازش کارفرما ہے۔ایسے ہی سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین کی ہفوات، پوپ بینی ڈکٹ کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی، مسجد اقصیٰ کو جلانا، یورپ میں ڈاڑھی وحجاب جیسے اسلامی شعارات کی تضحیک اور ان جیسے دوسرے شرم انگیز اقدامات کی سرپرستی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مغرب اسلام کے خلاف نہ صرف بدترین تعصب کا شکار ہے بلکہ اپنے متعصّبانہ غیض وغضب کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کو ہر مرحلے پر زِک پہنچانے اور دین کی اَساس اور مرکز ومحور سے ان کے تعلق کو کمزور کرنے کے لئے نیچ سے نیچ ہتھکنڈہ اپنانے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

ڈنمارک کے روسیاہوں کے حالیہ اقدام کے پیچھے یہودی ذہن کی منصوبہ بندی ہے جو حسب ِسابق مسلمانوں کے خلاف عیسائی قوتوں کو آلہ کار بناتے رہتے ہیں۔یاد رہے کہ حالیہ توہین آمیز خاکوں کی منصوبہ بندی کرنے والا ڈینئل پائپس امریکی یہودی ہے کہ جس نے ڈنمارک کے ۴۰ کارٹونسٹوں کو ان خاکوں کی تیاری میں حصہ لینے کی پیش کش کی جن میں کچھ نے تو مسلمانوں کے ردعمل کے ڈر سے حصہ نہ لیا، جبکہ شرکت کرنے والوں میں سے ۱۲ لوگوں کے توہین آمیز کارٹونز کا انتخاب کیا گیا۔اسی پر بس نہیں بلکہ کارٹونوں کی دوبارہ اشاعت کے بعد ہالینڈ پارلیمنٹ کے رکن گیرٹ وائلڈرس Geert wilders نے قرآن اور اسلام کی توہین پر مبنی ۱۵ رمنٹ کی فلم 'فتنہ' کے نام سے بھی انٹرنیٹ پر جاری کردی۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کا احتجاج ڈنمارک اور اس کے ہم نوا ممالک کو ذرا ہلا نہ سکا اور وہ اس اقدام کو آزادئ رائے کی سندِ جواز بخش کر مسلمانوں اور اسلام کے خلاف یہ طوفانِ بدتمیزی اور بڑھاتے رہے۔حالانکہ کسی شخصیت یا مذہب پر کیچڑ اچھالنا یا اس کی تحقیر کرنا ایک ایسا جرم ہے جو توہین آمیز خاکوں کو شائع کرنے والے ممالک میں بھی موجود ہے اور اس کے مرتکب شخص کی برطانیہ میں رائج Blasphemy Law کی طرز پر کسی نہ کسی شکل میں سنگین سزا تجویز کی گئی ہے۔خود ڈنمارک کے دستور کے آرٹیکل ۷۷ کے تحت کسی بھی شخص کو نامناسب مواد شائع کرنے پر عدالت کا

سامنا کرنا پڑتا ہے۔اسی ملک کے پینل کوڈ کے سیکشن ۱۴۰ میں توہین آمیز مواد کی اِشاعت پر پابندی موجود ہے۔اسی طرح تعزیرات کے سیکشن ۲۶۶ ر اے میں رنگ ونسل یا مذہبی جذبات کے خلاف اقدامات سے باز رہنے کی ہدایت بھی موجود ہے، لیکن کیا کیا جائے کہ مغرب کا صحافتی گھوڑا یہودی کوچوان کی سرکردگی میں تعصب وعناد کی شاہراہ پر سرپٹ دوڑا جا رہا ہے اور اس منہ زور گھوڑے کو گرم لگام دینا ازبس ضروری ہوگیا ہے۔

مغرب کے تمام تر اَقدامات اسلام کی تیزی سے بڑھتی ہوئی دعوت اور ان کی اپنی مٹتی ہوئی تہذیب کی وجہ سے ہیں۔مغرب کے مادر پدر آزاد کلچر نے اسے اَخلاقی طور پر کھوکھلا کردیا ہے اور یہ بے سمت معاشرہ تباہی وبربادی کے منطقی انجام کو پہنچ چکا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس ننگی تہذیب کے ستائے ہوئے لوگ اب اسلام کی جستجو میں کشاں کشاں چلے آرہے ہیں جس کا مغرب کو گہرا رنج ہے اور وہ اپنی ڈوبتی ہوئی تہذیب کو بچانے کے لیے اسلام کے خلاف اُوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے اور اپنے علاقوں سے اسلام کو دھکیل دینا چاہتا ہے۔اَخلاقی گراوٹ کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے اس نے مسلمانوں کی عالی مرتبت شخصیت ﷺ کو مجروح کرنے کے لئے توہین آمیز خاکے شائع کئے ہیں تاکہ اپنا خبثِ باطن ظاہر کیا جاسکے اور مسلمانوں میں مذہبی حمیت وغیرت کی جانچ بھی ہوسکے۔

ہماری حالتِ زار

نبی ٔرحمت سے محبت ایک مسلمان کے ایمان کا جز ہے اور ان کے تحقیر وتضحیک پر ایک ادنیٰ سا مسلمان بھی خاموش نہیں رہ سکتا۔اس وقت ۵۶ سے زائد اِسلامی ممالک کی تقریباً ڈیڑھ ارب مسلم آبادی دنیا کے سینے پر موجود ہے، لیکن صد افسوس حالیہ کارٹونوں کی اشاعت پر مسلمان ممالک کی طرف سے کوئی ایک قابل ذکر اقدام روبہ نہیں لایا گیا، محض رسمی احتجاجی بیانات پر ہی اکتفا کیا گیا۔

استعماری طاقتوں کی شہ پر سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی بکی گئی ہفوات کے خلاف اگر مسلمان ممالک کی طرف سے ٹھوس اقدامات ہوتے تو یقیناً آج ختمی مرتبت ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی، لیکن افسوس اسلامی ممالک میں مغربی کلچر اور درآمد شدہ تہذیبیں اس قدر گھر کر چکی ہے کہ ان سے پیچھا چھڑانا بہت مشکل ہے۔اس بے حمیتی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حالیہ توہین آمیز خاکوں کے ردعمل میں اسلامی ممالک میں سے سوڈان اور محض چند دوسرے اِسلامی ممالک نے ڈنمارک کا ہر سطح سے بائیکاٹ کرتے ہوئے اس کے سفیروں کو اپنے ملکوں میں چلے جانے کا حکم دیا جب کہ باقی اسلامی ممالک کے سربراہان مصلحت آمیز بیان سے آگے نہ بڑھ سکے۔افسوس مسلمان نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے!

او آئی سی کا قیام ۱۹۶۹ء میں سانحۂ مسجدِ اقصیٰ کے موقع پر عمل میں آیا جس میں اسلامی ممالک نے اسلامی شعارات کے دفاع کے لیے ایک پلیٹ فارم بنایا اور اس وقت او آئی سی کے اقدامات سے اسرائیل کو باور کردیا گیا کہ مسلمانوں کا خرمن راکھ کا ڈھیر نہیں بن سکا اور عشق کی آگ ابھی فروزاں ہے، لیکن آج گنبدِ خضرا کے مکین ﷺ کی توہین کے ردّ عمل میں اسی او آئی سی کا کردار مایوس کن رہا۔مسلمان ممالک کی ترجمان اور نمائندگی کرنے والی یہ تحریک اغیار کے بوئے گئے کانٹوں اور مصلحتوں کا شکار ہوکر رہ گئی ہے۔اس کی حیثیت اب بے جان گھوڑے کے سوا کچھ نہیں۔چاہیے تو یہ تھا کہ او آئی سی عالمی برادری کو پوری قوت سے مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کرتی اور توہین رسالت کے مرتکب

عناصر سے مؤاخذہ کی بات کرتی مگر او آئی سی کی قیادت کی طرف سے آج تک جتنے بھی بیانات آئے، وہ مصلحت کیش اور مرعوبانہ تھے۔

ایک سوال

۵۶ سے زائد اسلامی ممالک آج تک توہین رسالت کے مرتکبین سے حکومتی سطح پر بدلہ نہ لے سکے، آخر کیوں؟

اس سوال کا سادہ سا جواب ہے کہ اس کی سب سے بڑی وجہ یورپی تہذیب کا اسلامی ممالک میں در آنا اور اسلامی تعلیمات کو دیس نکالا دے دیا جانا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو خلافت کا خاتمہ کر کے جمہوریت کی افیون کا دل دادہ بنا کر مسلمانوں کو ان کی سیاسی شان وشوکت کے ضامن نظام سے تہی دامن کر دیا گیا۔ اب اسلامی ممالک میں سے چند ایک، جن میں بادشاہت نما حکومتیں چل رہی ہیں، کے علاوہ تمام اسلامی ممالک لیلائے مغرب (جمہوریت) کو گلے لگائے ہوئے اور اسی کی زلف گرہ گیر کے اسیر بن کے رہ گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ جن ممالک میں جمہوریت نہیں، وہاں اس کے قیام کی کوششوں میں دلچسپی لیتا ہے۔ تاکہ جن ممالک کے سربراہان اسلامی مزاج نہیں رکھتے، ان کو آگے لایا جائے اور اگر اسلامی مزاج رکھنے والے لوگ آگے آ جائیں تو اپوزیشن میں ایسے لوگ کھڑے کیے جائیں جو اس کی مخالفت کریں۔ اس طرح عملاً حکومتی فیصلوں کی کمان یورپ کے ہاتھوں میں رہے اور سال ہا سال کے تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسلامی ممالک میں نظام جمہوریت سے سراسر یورپ فائدہ اُٹھا رہا ہے۔

اسی طرح دوسرا محاذ عوامی رجحانات کا ہے کہ ان کے اندر فحاشی وعریانی اور تعلیم کے نام پر مغربی تہذیب کو پروان چڑھایا جائے جس سے یہ لوگ ذہنی طور پر اسلامی تہذیب سے برگشتہ ہو جائیں۔ علاوہ ازیں مسلمان ممالک کے توہین رسالت پر عملی اقدام نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی جکڑ بندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اقوام متحدہ اس لیے وجود میں آئی تھی کہ تمام ممالک کے مسائل کو مل بیٹھ کر حل کیا جائے لیکن اس سے مسلمان ممالک کو سخت نقصان پہنچا اور یہ امریکہ کی لونڈی اور دم چھلا بن کے رہ گئی۔

اب اسلامی خطوں کا منظر یہ بن چکا ہے کہ ان ممالک کے مسلمانوں کے توہین آمیز خاکوں جیسے سانحوں پر احتجاجی جلسے جلوس ان کے مغرب پرست حکمرانوں پر کوئی اثر نہیں رکھتے، کیونکہ یہ حکمران بھی خواہی نخواہی اقوام متحدہ کی ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے اور یورپی ومغربی قوتوں سے مرعوب اپنی آواز کو دبانے اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور ہیں، اسی بنا پر اسلامی ممالک میں اسلام پسند تحریکوں کو بھی انہی حکمرانوں کے ذریعے کچلا جا رہا ہے جس کی مثالیں افغانستان، پاکستان، انڈونیشیا وغیرہ اسلامی ممالک میں جا بجا بکھری پڑی ہیں، جہاں اسلامی تحریک یا آواز کو بزورِ قوت دبایا جا رہا ہے۔

مذکورہ بالا حالات میں جب کہ اسلامی حکمران یورپ کی غلامی کا شکار، عوام مذہبی وتہذیبی بدحالی میں مبتلا اور اسلام کے مجاہد، جو دنیا میں کفر کے خلاف کسی نہ کسی محاذ پر ڈٹے ہوئے تھے، گوانتاناموبے کی جیلوں میں بند ہیں اور بچ رہنے والے اپنوں کے اُلجھاؤ کا شکار ہیں۔ یہی وہ ناگفتہ بہ حالات ہیں جن میں کفر کو اسلام کی تذلیل کرنے کی ہمت ہوئی اور اس نے مسلمانوں کے قلب یعنی دین اسلام کے حامل ختمی مرتبت ﷺ کی ناموس پر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ ان حالات میں جبکہ احساسِ کہتری کا شکار حکمران دانستہ اور غیر دانستہ طور پر اپنا سب کچھ مغرب کی جھولی میں ڈال چکے ہیں، لیکن کوئی گیا گزرا مسلمان بھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کے نبی ﷺ کی تحقیر وتوہین کی جائے اور وہ چپ سادھے

رہے۔ یقیناً وہ آپ ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔ آپ ﷺ کی ناموس پر کوئی حرف آنا کسی مسلمان کو لمحہ بھر کو ہرگز گوارا نہیں ہوسکتا لیکن یاس کے عالم میں دنیائے اسلام کی نظریں بدستور اپنے مسلمان حکمرانوں کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ وہ ایمان کی آخری دیوار ناموسِ رسالت ﷺ کا پاس کرتے ہوئے سگانِ مغرب کو منہ توڑ جواب دیں گے اور شاید سب کچھ لٹ جانے کے بعد بھی اس راکھ کے ڈھیر میں چھپی چنگاری پھر سے سلگ اُٹھے۔

نہ مے باقی، نہ مے خانہ، نہ مے خانے کا ساقی ہے
تماشا ختم ہے پھر بھی اِک اُمید باقی ہے

مسئلہ توہین رسالت اور پاکستان

عالم اسلام میں پاکستان کو اسلام کا قلعہ تصور کیا جاتا ہے اور فی الحقیقت ہے بھی یہی کہ اسلامی تحریکات کا مرکز یہ خطہ، روزِ اوّل سے مغربی استعمار کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے۔ عالمی سطح پر اسلام کے خلاف اُٹھائے جانے والے ہر اقدام پر کفر کی نظریں، نظریاتی مملکت پاکستان کی دینی تحریکوں اور تنظیموں پر جم جاتی ہیں۔ توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت پر پاکستان کی مذہبی اور سیاسی تحاریک نے بھرپور احتجاج کیا اور اپنی حکومت سے ڈنمارک سے اقتصادی وسفارتی مقاطعہ اور اس توہین کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دلوانے کا مطالبہ کیا، لیکن جیسا کہ ہم مذکورہ سطور میں ذکر کر آئے ہیں کہ اسلامی ممالک یورپی طاقتوں کے آگے بری طرح بے بس ہوئے ہیں۔

پاکستان میں مذہبی تنظیموں نے سالہا سال کی تگ ودو سے عوام الناس میں اسلامی جذبہ کی شمع جلائے رکھی، لیکن بدقسمتی سے انہیں ان حکمرانوں سے واسطہ پڑا جو ہمیشہ سے امریکہ کے کاسہ لیس اور اپنے اندرونی معاملات میں ان کے دست نگر رہے۔ پاکستان کے حکومتی اَدوار میں سب سے بدتر دور مشرف حکومت کا ہے کہ جس میں مسلمانانِ پاکستان کو کڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ پاکستان میں سامراجی اِشاروں پر جس طرح اسلام کی 'درگت' اس دور میں بنی، شاید پاکستان کی پوری تاریخ میں اس کی مثال ملے۔ آمرکی امریکہ ومغرب نوازی کا سلسلہ اسی وقت سے شروع ہو چکا تھا جب افغانستان کے مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے کے لیے پاکستان کے ہوائی اڈے امریکی فوجیوں کے سپرد کیے گئے اور اس کے بعد Do More کی رٹ نے اس حکومت کے ہاتھوں 'دانا' کے اسلام پسند عوام پر لشکر کشی، افغانستان کے جہاد میں حصہ لینے والے پاکستانی وعرب مجاہدین کی گوانتاناموحوالگی، مذہبی تحریکوں پر پابندی، روشن خیالی کے نام پر ملک میں فحاشی وعریانی کے سیلاب بلاخیز اور آخر میں جامعہ حفصہ اور لال مسجد پر چڑھائی کر کے سینکڑوں بے گناہ افراد کی ہلاکت جیسے 'سیاہ کارنامے' سرانجام دیئے۔

اس لیے اس حکومت سے ناموسِ رسالت پر سخت ایکشن کی توقع عبث تھی۔ یہی وجہ ہے کہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے وقت مشرف ناروے میں موجود تھے جو سیکنڈے نیویا کا ہی ایک ملک ہے، لیکن ان کی زبان سے اس سانحہ کے خلاف ایک حرف نکالنے کی توفیق نہ ہوسکی۔ اب جب کہ جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آ چکا، لیکن موجودہ حکومت نے بھی 'گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے' کے مصداق ایک آدھی قرارداد منظور کی اور بس!!

مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

مسلم اُمہ کی ذمہ داریاں

توہین ناموسِ رسالت کا مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔جان لینا چاہیے کہ توہین رسالت کی سزا خود احمد مجتبیٰ ﷺ نے قتل سے کم نہیں رکھی اور اپنی محبت کو تمام جہان والوں سے برتر قرار دیا ہے۔لہٰذا ناموسِ رسالت کی حفاظت پر ہر مسلمان اور خاص طور پر تمام مسلمان ممالک پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ توہین آمیز کارٹونوں اور اسلام مخالف فلم 'فتنۂ' کے مرتکبین کے خلاف سخت اقدامات کی کوشش کریں اور اس راہ میں رکاوٹ بننے والی تمام دیواروں کو گرا دیں۔

ہماری رائے میں مسلمانوں کو سانحہ توہین رسالت پر احتجاج کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے درج ذیل اقدامات کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے۔

① اس وقت عالم اسلام کے پاس صرف او آئی سی کی صورت میں ایسی قوت موجود ہے جو عالمی برادری کو توہین رسالت کے مسئلہ میں جھنجوڑ سکتی ہے۔لہٰذا او آئی سی میں شامل تمام اسلامی ممالک او آئی سی کی قیادت کو اپنے بھرپور اعتماد کا یقین دلا کر توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت کے ذمہ دار افراد کو سزا دلانے کے متعلق سخت اور جرأت مندانہ موقف اختیار کریں۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

② موجودہ دور میں اقتصاد ایک مؤثر ہتھیار اختیار کر گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب نے جب ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا تو ان کی کمپنیوں کو روزانہ ملین ڈالر کا خسارہ اٹھانا پڑا اور وہ اس نقصان پر چیخ اٹھے۔اسی طرح سوڈان نے ڈنمارک اور ہالینڈ کا اقتصادی وسفارتی بائیکاٹ کیا ،لہٰذا دیگر مسلم ممالک کو ان کی پیروی کرتے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب اخبارات کی سرپرستی کرنے والے ممالک کا اقتصادی وسفارتی مقاطعہ کر دینا چاہیے۔

③ عالمی منڈیوں پر اس وقت یہود ونصاریٰ کا مکمل قبضہ ہے جس کی وجہ سے وہ اسلامی ممالک کو معاشی طور پر ہراساں کرتے رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک ان کے دست نگر بن چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اسلامی ممالک خاص طور پر خطہ عرب کو تیل جیسی بیش بہا دولت سے نوازا ہے،لہٰذا کل اسلامی ممالک اپنی تجارتی منڈیاں قائم کریں تا کہ کفر کی برسوں کی باج گزاری سے چھٹکارا حاصل ہو۔

④ مسلمان ممالک کو مل بیٹھ کر اپنی کرنسی جاری کرنی چاہیے جو یقیناً ان کی دریوزہ گری اور ناگفتہ بہ حالت بدلنے کا سبب بنے گی۔

⑤ اِسلامی ممالک کی تباہی و بربادی میں اقوامِ متحدہ کا بڑا ہاتھ ہے جس کی مثالیں افغانستان کے مسلمانوں کی نسل کشی اور عراق کی تباہی ہے،لہٰذا اب یہ ادارہ امریکہ کا بغل بچہ بن چکا ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک کو اس کمبل سے جان چھڑا لینی چاہئے اور مسلم ممالک پر مشتمل او آئی سی کی طرز پر بلاک بنانا چاہیے تا کہ مسلمان اپنے دفاع کے معاملات اور دیگر اُمور خود طے کر سکیں، کیونکہ اپنے معاملات یہود ونصاریٰ کی عدالتوں میں لے جانا سراسر خسارہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے تو ان کا خبثِ باطن روزِ اول سے ہی یوں ننگا کر دیا ہے ﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ [البقرۃ:۱۲۰]

''یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔''

⑥ مسلمانوں کی وحدت کے لئے اتحاد کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ اسلام میں اتحاد کا تصور خلافت کے قیام کی شکل میں موجود ہے، لہٰذا تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں خلافت قائم رہی، اسلام مخالف قوتیں مسلمانوں سے لرزہ براندام رہیں اور توہین رسالت جیسے حساس اقدام پر ہزار بار غور کرتی تھیں، لیکن جب مسلمانوں سے خلافت چھن گئی تو مسلمان تتر بتر ہوگئے اور ان کی وحدت کا شیرازہ بکھر گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفار کے غلیظ ہاتھ دامن رسالت تک پہنچ گئے لہٰذا قیامِ خلافت کی طرف سفر جاری رہنا چاہیے اور ہر اسلامی ملک کو اس کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

⑦ تمام اسلامی ممالک اپنے اپنے ملکوں میں اسلام مخالف نظام اور قوتوں مثلاً سیکولرزم، لا دینیت اور اس طرح کے دیگر باطل عناصر کی بیخ کنی کریں اور اسلام پسند تحریکوں کو پروان چڑھائیں تا کہ اسلام پر آنے والے کڑے وقت میں ان تحریکوں سے تعاون حاصل کیا جا سکے۔

⑧ مدتوں کے تجربات سے کفر کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ اسلام کی چوٹی یعنی جہاد سے سرشار مجاہدین سے مڈبھیڑ نہ کی جائے بلکہ وہ مسلمانوں کو عسکری محاذوں کی بجائے تہذیبی و تعلیمی راستوں سے شکست دینے کی کوشش میں رہتا ہے تا کہ اسلامی تعلیمات کو مشکوک اور مسلمانوں کے ہر فرد کو اس قدر بدعمل بنا دیا جائے کہ وہ لڑنے کے قابل نہ رہے لہٰذا اسلامی ممالک کو ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ کے قرآنی حکم کے مطابق ہر وقت اپنے گھوڑے تیار رکھنے چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان عسکری محاذوں پر تیاری نہ ہونے کی وجہ سے بری طرح پٹ رہے ہیں اور اللہ کا دشمن اپنی تمام تر خباثتوں کے ساتھ شعائرِ اسلام پر حملہ آور ہے۔

ہے طواف وحج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کند ہو کر رہ گئی مؤمن کی تیغ بے نیام

⑨ اس وقت علمائے اسلام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں حکمران طبقہ اور عوام الناس کو ناموسِ رسالت ﷺ کے مسئلہ پر آگاہ کریں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اُمتِ مسلمہ کی فکری قیادت انہی لوگوں کے پاس ہے لہٰذا اُنہیں عزیمت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے مسلمان حکمرانوں کو اپنے فتویٰ سے مجبور کر دینا چاہیے کہ وہ ناموسِ رسالت ﷺ کیلئے جرات مندانہ موقف اختیار کریں۔ اسی طرح اسلامی ممالک میں رائج نظام جمہوریت جو سراسر اسلام کے مخالف ہے اور جس کی تباہ کاریوں کا سامنا آج تک مسلمان ممالک کرتے آرہے ہیں، اس نظام کے ذریعے تبدیلی لانا ناممکن ہے اور یہ سمجھنا کہ اس سے کوئی تبدیلی آسکتی ہے۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں است

لہٰذا اسلام مخالف اس پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے علماء اپنا مرکزی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اور آخر میں

اُمتِ محمدیہ میں پیدا ہونے والے بگاڑ کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ اُمت آج اسی ڈگر کو اپنائے جو محمد عربی ﷺ اُنہیں دے کر گئے تھے۔ امام مالکؒ کا زریں فرمان ہے:

"لا يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها "[الأجوبة النافعة للألبانی:۳۴/۱]
''اس امت کے بعد والوں کی اصلاح اسی طریقہ پر ہوسکتی ہے جس کے ذریعے اس سے پہلوں کی اصلاح ہوئی۔''

چنانچہ اُمتِ مسلمہ کو اپنی اصلاح کے لئے اسلاف کو نمونہ بنانا ہوگا اور یہی ایک راہ ہے جس کے ذریعے اُمت مسلمہ ذلت ومسکنت سے چھٹکارا حاصل کرسکتی ہے۔ مذکورہ بالا درج شدہ اقدامات پر عمل کرنے سے ہی ہم اس پوزیشن میں آسکتے ہیں کہ اسلامی شعائر کی حفاظت کما حقہ کرسکیں۔

[کامران طاہر]
فاضل المعهد العالی للدعوة والإعلام
تابع جامعہ لاہور الاسلامیہ

'خاکوں' کی خاک

چمگادڑوں کی ٹوک سے سورج کو کیا ضرر
کتوں کے بھونکنے سے بجھا ہے کبھی قمر؟
اندھا ہزار کہتا رہے دن کو ''رات ہے''
کیا مان لے گا اس کی جو ہے صاحب نظر
خوشبوئے مشک خود ہے سند اپنے مشک کی
خورشید خود دلیل ہے اپنی اے بے خبر!
حوضوں کے مینڈکوں کا ہے دریا سے ربط کیا
کرگس کے علم میں کہاں شاہیں کے راہگذر
تنقید بادشاہ پہ بھنگی کرے تو کیا
خود اپنے منہ پہ آتا ہے تھوکے جو چاند پر
ناپاک سوچ کو کہاں پاکیزگی سے شغل
گل قند کے مزے کی گدھے کو ہے کیا خبر
نیچا دکھا سکیں گے نہ رب کے حبیب ﷺ کو
دنیا کے سب خبیث بھی یک جان ہوں اگر
ان ﷺ کا وقار بڑھتا رہے گا یونہی فہیم
''خاکوں'' کی خاک اڑتی رہے گی نگر نگر

[فہیم ترمذی]
بشکریہ ماہنامہ 'شمس الاسلام' بھیرہ